علاج معالجہ اور دم کی شرعی حیثیت

Treatment and Spirtual Medication In Islam

ڈاکٹر زاہدہ شبنم
عتیق امجد

Abstract:

Islam lays much stress on the physical, spiritual and metal health of human beings. For the spiritual wellbeing of mankind Allah sent the Prophets and revealed divine books. The process of physical cure is called Tababat. Although it stands for the physical cure but is used as a spiritual cure as well. Five different methods of cure are found in the traditions of our Prophet (SAAW) and these have been discussed in this article. Whether a person should go for remedy of disease or not, both of these views are found in Ahadith, which is apparently a contradiction. In the following article an attempt has been made toreconcile these apparently different views. The views of Islamic Scholars have also been mentioned regarding this issue. Different methods of cure remained in use in different periods of time that have also been analyzed in this article. The prohibition and permission of the use of spiritual methods of cure such as Dumm, Ta'weez and magic have also been discussed and an attempt has also been made to find the reasons of two different existing extremes in Muslim nation regarding this matter.

علاج معالجہ کا عمل طبابت کہلاتا ہے۔ اسی سے طب ہے جس سے مراد روحانی کے ساتھ ساتھ جسمانی علاج بھی ہے۔ متعدد احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے بصیغہ امر بھی علاج کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

۱۔ ان اللہ لم ینزل داء الا أنزل اللہ له شفاء، فتداووا [1]

۲۔ تداووا یا عباد اللہ! فان اللہ لم یضع داء الا وضع له شفاء الا داء واحدا۔۔۔الھرم [2]

۳۔ اسی طرح جب مرض الموت میں آپ ﷺ کو دوا پلائی گئی تو آپ ﷺ مرض الموت کے الہام کی بناء پر اسے ناپسند فرمایا اور حکم دیا کہ سب کو یہ دواء پلائی جائے جنہوں نے دواء پلانے میں حصہ لیا تھا۔ [3]

ترغیب کے لیے دوسرے اسالیب بھی اختیار فرمائے۔

۱۔ علیکم بهذه الحبة السوداء فان فیها شفاء من کل داء الا السام [4]

صحیح بخاری میں کلونجی کو بصیغہ امر استعمال کرنے کی ترغیب دلائی۔

۲۔ علیکم بهذه الحبة السودآء، فخذوا منها خمسا أو سبعا، فاسحقوها [5]

۳۔ علیکم بهذا العود الهندي،--- [6]

ایک شخص بیمار پڑ گیا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے شہد تجویز کرتے ہوئے فرمایا:

۴۔ اسقه عسلاً [7]

۵۔ **بخار کے علاج کے لیے پانی تجویز کیا، اور فرمایا:** الحمی من فیح جهنم فأ بـــردوها بالمـــاء [8]

بعض ادویہ کو بھی اختیار کرنے کی آپ ﷺ نے ترغیب دلائی۔ اس سلسلہ میں کتب حدیث میں کتاب الطب میں بہت سی روایات صحیحہ موجود ہیں مثلا

۱۔ ان کان فی شئی من أدویتکم خیر ففی شربة عسل أو شرطة محجم ،أو لذعة من نار، وما أحب أ ن اکتوی [9]

۲۔ الکمأة من المن، وماء ها شفاء للعین [10]

۳۔ ان الله لم یتزل داء الا أنزل له شفاء علمه من علمه وجهله من جهله [11]

رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا علاج خود کروایا۔

۱۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو داغ لگوایا۔ [12]

۲۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس علاج کے لیے طبیب بھیجا۔ [13]

۳۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو پیٹ کی بیماری میں شہد پلانے کا تین بار حکم دیا۔ [14]

۴۔ تمام غزوات کے زخمیوں کا علاج آپ ﷺ کے حکم سے کیا جاتا رہا۔ اس کے لیے آپ ﷺ نے مسجد میں خیمہ Clinic بھی لگوایا۔ [15]

۵۔ ان زخمیوں کے علاج معالجہ کے لیے بہت سی صحابیات رضی اللہ عنہن خدمات سرانجام دیا کرتی تھیں۔ [16]

۶۔ حضرت ربیعہ بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے غزوہ احد میں یہ خدمت سرانجام دی۔ [17]

۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی غزوہ احد میں یہ خدمت سرانجام دی۔ [18]

۸۔ حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا نے بھی غزوہ احد میں یہ خدمت سر انجام دی۔[19]

۹۔ اسی طرح حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا نے اس مقصد کے لیے مسجد میں باقاعدہ اپنا خیمہ Clinic لگوالیا تھا۔[20]

رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اپنا علاج کروایا۔[21]

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: احتجم ،وأعطى الحجام أجره،واستعط[22]

۲۔ آپ ﷺ اپنی صحت کی بہتری کے لیے تلبینہ کھاتے تھے۔[23]

تلبینہ دودھ، کھجور اور شہد کے مرقع کا نام ہے جو ہمارے پنجاب میں حلوہ یا پنجیری کی طرح کوئی چیز ہے، آپ ﷺ نے اس کا فائدہ بھی بتایا۔

۳۔ ان التلبينة تجم فؤاد المريض وتذهب ببعض الحزن[24] بلکہ آپ ﷺ تلبینہ کو "البغیض النافع" کہتے تھے،[25] کیونکہ مریض اسے ناپسند کرتے ہیں لیکن اس کے لیے نفع بخش ہے۔

۴۔ جب آپ ﷺ کے سامنے کے دانت شہید ہوئے اور چہرہ مبارک پر زخم آئے تو زخموں سے خون بند کرنے کے لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخم پر رکھی۔[26]

البتہ بعض روایات سے علاج نہ کروانے کا حکم بھی ملتا ہے یعنی بیماری کو صبر سے برداشت کرنا اور اللہ پر توکل کرنا، کی فضیلت بتائی گئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ رنگ والی عورت کو مرگی کے دورے پڑتے تھے۔ اس نے آپ ﷺ سے شفاء کے لیے دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: چاہو تو میں دعا کر دیتا ہوں تا کہ شفا مل جائے ورنہ صبر کرو اللہ جنت دے گا[27]

آپ ﷺ نے اپنی امت میں ستر ہزار ۷۰۰۰۰ افراد کے بلا حساب جنت میں جانے کی خوشخبری سنائی اور اس کا سبب ان کا علاج و دم وغیرہ نہ کرنا بتایا۔[28]

علاج کروانے اور نہ کروانے کی روایات میں بظاہر تعارض نظر آرہا ہے لیکن ان دونوں کے تعارض کا حل یہ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا روایات جن میں علاج نہ کروانے کی فضیلت ہے میں علاج نہ کروانے کا حکم فضیلت پر مبنی ہے۔ سیاہ عورت کو شفا حاصل کرنے پر ممانعت نہیں فرمائی بلکہ اسے عملِ کی طرف راغب کیا

ہے ۔اسی طرح ستر ہزار بغیر حساب کے جنت جانے والوں کی فضیلت کا اظہار ہے۔دراصل توکل علی اللہ انتہائی مشکل ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

رسول اللہ ﷺ اگرچہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے تھے لیکن آپ ﷺ چونکہ تمام امت کے لیے نمونہ عمل ہیں لہٰذا بہت سے کام آپ ﷺ نے پسند ہونے کے باوجود چھوڑ دیے۔مثلاً: نماز تراویح باجماعت[29] اور نماز اشراق وغیرہ۔[30]

اسی منصب کی وجہ سے بہت سے کام ناپسند ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے نہ چھوڑے۔ آپ ﷺ دو کاموں میں سے آسان تر اختیار فرماتے اگر وہ جائز ہوتا۔

عن عائشة رضی اللہ عنها أنها قالت:ما خير رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم بين أمرين الا أخذ أيسرهما ما لم يكن اثما، فان كان اثما كان أبعد الناس منه[31]

ان دونوں توجیہات سے آپ ﷺ کا علاج کروانا،علاج کروانے کو پسند کرنا۔اور علاج کا حکم دینا قطعاً اس بات سے معارض نہیں کہ آپ ﷺ نے جس کام کو فضیلت والا جانا وہ خود کیوں نہ کیا؟ پھر یہ بھی اہم ہے کہ آپ ﷺ امت کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔[32] اور آپ ﷺ کی شریعت کی بے شمار حکمتوں میں سے دفع حرج اور قلت تکلیف بھی ہے،[33] جبکہ علاج نہ کروا کر مریض اپنے آپ کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے جو کہ حکم شرع کے خلاف ہے لہٰذا آپ ﷺ نے عامۃ الناس کو کسی تکلیف سے بچانے اور کسی کراہت کے بغیر علاج کروانے میں سہولت پیدا کرنے کے لیے خود علاج کروایا،اسے پسند فرمایا اور علاج کروانے کا حکم بھی دیا حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث میں گلے کی بیماری میں تالو کو انگلی سے اٹھانے سے منع کرنے کا سبب ایک تکلیف دہ عمل بتایا گیا ہے۔داغ لگوانے کو آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا اور اس میں بھی قلت تکلیف ہی کا مقصد مد نظر تھا۔

علاج کروانا واجب ہے یا مستحب؟:

اس میں فقہی اختلاف پایا جاتا ہے۔حنابلہ کے ہاں علاج کروانا واجب ہے بعض شوافع بھی علاج کے وجوب کے قائل ہیں،[34] کیونکہ "تداووا" بصیغہ امر ہے جو وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک علاج کروانا مستحب ہے۔[35] اور یہی جمہور کا موقف ہے۔[36]

علاج دراصل اسبابِ فوائد ظاہر یہ میں سے ہے اور فائدہ ظاہر ہونے کے اعتبار سے اسباب کے تین درجے ہیں:

سببِ یقینی　　سببِ ظنی　　سببِ وہمی

سببِ یقینی، یہ کہ لازمی طور پر فائدہ ہی ہو گا جیسے پیاس کا علاج پانی ہے اور پانی لازمی فائدہ دیتا ہے کہ پیاس بجھ جاتی ہے یا جیسے کھانا بھوک کو ختم کرتا ہے اور جسم کو قوت مہیا کرتا ہے۔
سببِ ظنی، کہ جن غالب گمان تو فائدہ ہی کا ہوتا ہے بلکہ پہلے سبب کی طرح یہ سبب اختیار کرنا بھی فائدہ ہی کے لیے کیا جاتا ہے لیکن کبھی کبھار اس سے فائدہ نہیں بھی ہوتا، جیسے بیماری میں دوا کا استعمال، لیکن چونکہ شفاء خالصۃ اللہ کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا اگر اللہ چاہے تو دوا کا اثر نہ ہو یا ردِ عمل پیدا ہو جائے اور ایسا کبھی کبھار ہو جاتا ہے کہ بعض ادویہ بعض طبائع کے موافق نہیں ہوتیں تو ان سے بعض اوقات نقصان بھی ہو جاتا ہے۔
سببِ وہمی، یعنی سبب کے اختیار کرنے پر کسی علم، تجربے یا مشاہدے کے بغیر محض وہم کا دخل ہو مثلاً: کسی شخص کا یہ خیال کہ اگر اُون کھالوں تو کینسر ختم ہو جائے گا، محض اس کا وہم ہو گا، کبھی اس کا فائدہ بھی ہو سکتا ہے ورنہ عام طور پر نہیں۔

سببِ یقینی اختیار کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص عمداً بھوکا رہ سکتا ہے اور کھانا میسر ہونے کے باوجود نہ کھانے کی بناء پر ہلاک ہو جاتا ہے تو وہ گناہ گار ہو گا۔ سبب ظنی اختیار کرنا پسندیدہ اور مستحب ہے کیونکہ اگر کوئی دوائی نہیں کھاتا تو وہ گناہ گار نہ ہو گا۔[37]

اور سبب وہمی کبھی تو مباح ہو گا اور کبھی مکروہ یعنی ایسے اسباب جن کی واضح طور پر مذمت ہے وہ اختیار کرنا مکروہ اور مباح اشیاء کو بطورِ سبب اختیار کرنا مباح ہو گا۔ پھر بیماریاں بھی مختلف قسم کی ہوتی ہیں:
۱۔ وہ بیماریاں جو خطرناک ہوتی ہیں اور علاج نہ کروانے سے وہ انسانی جسم پر خطرناک اثرات مرتب کرتی ہیں جیسے بہرہ پن، فالج اور لقوہ وغیرہ۔

۲۔ وہ بیماریاں جو معمولی ہوتی ہیں اور ان کے اثرات جسم پر مرتب نہیں ہوتے جیسے: عام سر درد، نزلہ اور زکام وغیرہ۔

۳۔ وہ بیماریاں جو تکلیف دہ ہوتی ہیں اگرچہ ان کے اثرات جسم پر نہیں پڑتے لیکن وہ انسانی کارکردگی میں رکاوٹ بنتے ہیں مثلاً: دردِ شقیقہ، جوڑوں کا درد اور اعصابی کمزوری وغیرہ۔

تقریباً ہر بیماری جب شدت اختیار کر لے تو وقتی یا کل وقتی طور پر کارکردگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے ان کا حکم ہو گا۔ قسم اول کی بیماریوں میں علاج کروانا وجوب کے درجہ میں داخل ہو گا کیونکہ ہلاکت سے بچنے کا اہتمام لازم ہے۔

قسم دوم کی بیماریاں لا علاج بھی چھوڑ دی جائیں تو کوئی حرج نہیں اور اسی میں توکل کا عمل زیادہ پسندیدہ ہو گا۔

قسم سوم کی بیماریوں کا علاج کروانا مستحب ہو گا کیونکہ اسلام کسی شخص کو فراغت میں دیکھنا پسند نہیں کرتا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو فارغ اور غیر مصروف نوجوانوں کو سزا دیا کرتے تھے۔[38]

علاج کے کچھ طریقے مستحب ہیں، کچھ مباح ا، کچھ مکروہ اور کچھ حرام ہیں۔

مستحب یعنی مسنون علاج تین قسموں پر مشتمل ہے: ۱۔ ادویہ کے ذریعے، ۲۔ آیات وغیرہ کے دم کے ذریعے۔ ۳۔ دونوں کے مرکب کے ذریعے۔[39]

کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد اول تو روحانی امراض سے پاک کرنا تھا، دوسرے انسان سے تکلیف کم کرنا تھا اور اس تکلیف کو کم کرنے میں جسمانی امراض بھی شامل ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے بوقت ضرورت اس کی طرف بھی توجہ فرمائی، اگرچہ بعض علماء کرام نے جسمانی امراض میں آپ ﷺ کے ارشادات کو تکلیفی شریعت میں شامل نہیں فرمایا۔[40]

دراصل صحتِ جسمانی کا مدار تین چیزوں پر ہے: ۱۔ حفظان صحت کے اصولوں پر عمل۔ ۲۔ مضر اشیاء و اسباب سے پرہیز۔ ۳۔ فاسد مادوں کا اخراج اور مفید مادوں نمکیات، روغنیات، لحمیات وغیرہ کا ادخال۔

ان تینوں کا اشارہ قرآن مجید میں موجود ہے:

۱۔ سورۃ البقرہ میں دوران سفر روزہ ترک کرنے اجازت دی گئی ہے اور روزہ مفسد صحت نہیں ہے۔ یہاں صرف حفظانِ صحت کے لیے روزہ ترک کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔[41]

۲۔ سورۃ النساء کی آیت ولا تقتلوا أنفسکم [42] سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے کہ اگر ٹھنڈے پانی سے وضوء یا مطلق پانی سے وضوء کرنے میں ہلاکت جان کا خدشہ ہو تو ایسی صورت میں تیمم کی اجازت ہے اور یہ مضر اشیاء سے پرہیز کی صورت بنتی ہے۔

آیت أو به أذى من رأسه [43]میں ارشاد ہے کہ محرم کو اگر جوئیں وغیرہ تنگ کرتی ہوں اور تکلیف دیتی ہوں تو وہ اس اذیت کو دور کر سکتا ہے جو کہ فاسد مادوں کے اخراج کی صورت بنتی ہے۔[44] حافظ ابن حجر نے ان تینوں مدارات میں سے آخری میں صرف فاسد مادوں کا لکھا ہے جبکہ یہ بات مشاہدہ سے سامنے آئی ہے بہت مرتبہ مفید مادوں کا ادخال بھی دفع مادوں کے لیے لازم ہوتا ہے جیسے کسی کو اعصابی و جسمانی کمزوری ہو تو ڈاکٹر حضرات اسے کھانے کے لیے فولاد یا وٹامن وغیرہ کی گولیاں دیتے ہیں جو محض ادخال ہے نہ کہ اخراج، اس لیے تیسرے مدار میں مفید مادوں کا ادخال بھی شامل کیا گیا۔ اور یہ بھی آپ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔ دراصل ہمارے اطباء کو صرف اخراج کا وہم اس لیے ہوا کہ انہوں نے شہد، کہ جس کو شفاء قرآن مجید میں بھی کہا گیا ہے [45]اور حدیث میں بھی اس کے شفا ہونے کی تاکید موجود ہے۔، کو مسہل مانا ہے اور مسہل دواء اخراج کا باعث بنتی ہے نہ کہ ادخال کا اور انہی دو اسالیب علاج سے انہیں صرف اخراج کا وہم ہوا۔ ورنہ "الحبۃ السوداء" کے نام سے کلونجی، عود ھندی، کھمبی، تیل زیتون اور دیگر اشیاء کا بھی بطور دوا تذکرہ موجود ہے بلکہ کلونجی جو کہ کھانے یا اس کا تیل بطور سعوط استعمال کرنا خالص ادخال ہے، نہ کہ اخراج لہٰذا مفید مادوں کا ادخال بھی تیسرے طریقے میں شامل ہے۔ اب یہ ادخال مُنہ کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے، ناک کے ذریعے بھی اور انجکشن کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے۔

صحتِ جسمانی کا تیسرا طریقہ فاسد مادوں کا اخراج یا مفید مادوں کا ادخال خالصۃً ادویہ کے استعمال کا طبی طریقہ کار ہے جس میں بسا اوقات ادویہ کی بجائے محض طبی آلات کا استعمال ہی کافی ہوتا ہے، جیسے احتجام کے عمل میں محض سینگی لگوانا۔ رگ کاٹ کر خون نکالنا یا دیگر قسم کی سرجری Surgery وغیرہ۔ اس کے علاوہ علاج کا ایک طریقہ خارجی بھی ہے، جس میں نہ ادخال ہوتا ہے نہ اخراج۔۔ جسے ، فزیو تھراپی Physiotherapy کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں مختلف بیماریوں میں فزیو تھراپی اور سرجری کی جو اقسام مروج تھیں۔، وہ یہ ہیں:

۱۔ حلق کی بیماری میں گلے میں انگلی سے تالو کا اٹھانا۔[46]

۲۔ احتجام[47]

۳۔ اکتویٰ یا کَی داغ لگوانا یعنی آگ پر لوہے کو گرم کر کے جسم کے تکلیف دہ حصہ پر سوزش پہنچانا۔[48]

ان طریقوں میں سے جو تکلیف دہی میں شدید تھے انہیں آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا اور ان سے احتراز کا حکم دیا اور جو آسان تر تھے انہیں پسند فرمایا۔ ان تینوں طریقوں میں سے صرف احتجام کو پسند فرمایا۔[49] انگلی سے حلق کے علاج کو بچوں کے لیے تکلیف دہ فرما کر اس کا متبادل بتایا[50] اور اکتویٰ یا کَی سے شدید ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا،[51] لیکن یہ شدید ناپسندیدگی بھی بسا اوقات علاج میں کراہت کے ساتھ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے لیے اختیار فرمائی۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے آخر کار اس علاج کی اجازت دے دی۔[52] حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے داغ لگوایا اور آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔[53]

علماء نے آپ ﷺ سے وارد، نہیٰ عن الکی کو تین صورتوں پر محمول کیا ہے:

جاہل اور ناتجربہ کار شخص سے داغ لگوانے کا علاج ممنوع ہے۔

خطرہ اور تردد میں اگر داغ لگوانے سے صریح فائدہ نظر نہ آئے اور معاملہ مشکوک ہو تو بھی یہ ممنوع ہے۔

طبیبِ حاذق کے مشورے پر ہو اور اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو تو اس کا جواز بالکراہت موجود ہے۔[54]

جدید طریقہ ہائے علاج میں بجلی کے جھٹکے یا شعائیں اور Sun Rays کا طریقہ بھی اس سے ملتا جلتا ہے اس میں بجلی کے ساتھ آلات کے ذریعے جسم میں حرارت کا خدوخال کیا جاتا ہے لیکن اس میں خاص تکلیف نہیں ہے اگر "نہی عن المنکر" کا سبب محض مریض کو انتہائی تکلیف سے بچانا ہو تو اس طریقہ علاج مین کوئی حرج نہیں، لیکن کرنٹ لگا کر علاج کرنا تقریباً داغ لگانے کے مشابہ ہی ہے کیونکہ اس میں جھٹکا لگتا ہیں اور مریض کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح مختلف قسم کے امراض جن میں آپریشن Operation تجویز کیے جاتے ہیں، جو ان میں نہائت احتیاط کی ضرورت ہے، لہٰذا حتی المقدور آپریشن سے بچنا چاہیے لیکن جب اس کی حقیقی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

علاج کے روحانی طریقے جو عوام میں ہر دور میں مقبول رہے ہیں۔ اور رسول اکرم ﷺ کے دور میں بھی عروج پر تھے تین ہیں؛

اول :الرقیۃ یعنی دم[55]

دوم : تعویذ[56]

سوم :سحر جادو[57]

ان طریقوں میں سے جادو تو مطلقاً حرام ہے۔ اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے۔[58] تعویذ کے بارے میں علمائے امت اس بات پر اتفاق ہے کہ شرکیہ کلمات پر غیر معمولی یقین کی بنیاد پر تعویذ کرنا یا پہننا یا لٹکانا جائز نہیں۔

لیکن بعض علماء قرآنی آیات پر مشتمل تعویذات کے مباح ہونے کے قائل ہیں لیکن اس کے استحباب کے قائل نہیں۔

دم کے بارے میں بھی بعض افراد توحید پرستی کے نام پر تشدد آمیز موقف رکھتے ہیں اور دم کے استحباب کے قائل نہیں۔ لیکن امام بخاریؒ نے کتاب الطب میں رقیۃ یعنی دم کو بیان کر کے اور اس پر احادیث لا کر یہ ثابت کیا ہے کہ دم بھی علاج کے طریقوں میں سے ایک ہے۔ صحیح بخاری میں کتاب الطب کے ۵۸ ابواب میں سے ۱۱ ابواب رقیۃ یعنی دم پر ہیں اور سب میں "رقیۃ" کی رخصت بیان ہوئی ہے سوائے شرکیہ کلمات والے دم کے اور صرف ایک باب 'من لم یرق' ۴۲ میں توکل علی اللہ کی بناء پر دواء نہ لینے اور دم نہ کروانے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔[59]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو کتاب سکھانے کیلئے حضرت شفا بنت عبد اللہ کو مقرر فرمایا اور انہیں یہ بھی نصیحت فرمائی کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو دم سکھائیں۔[60]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک بچی تھی جس کے چہرے پر داغ دھبے پڑ چکے تھے، آپ علیہ السلام نے دیکھا تو نظر بد کا دم کروانے کا حکم دیا[61] اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مختلف کلمات الہیہ کو مختلف بیماریوں کے لئے معنوی تاثیرات کی بنیاد پر مختص کرنا بھی جائز ہے۔ کیونکہ آپ علیہ السلام نے زہریلے جانور مثلاً سانپ وغیرہ کے کاٹے کا دم، نظر بد کا دم اور بچھو کے کاٹے کا دام وغیرہ مروی ہیں۔ نظر بد کے سلسلہ مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا۔ بسم الله أرقيك

من کل شی یؤذیک من شر کل نفس أو عین حاسد اللہ یشفیک [62]

رسول اللہ ﷺ تکلیف کے وقت یہ دعا پڑھ کر دم فرماتے تھے۔

اللھم رب الناس اذھب البأس اشفہ وأنت الشافی لاشفاء الا شفاءُ ک شفاءً لا یغادر سقما[63]

دم کا جواز تین باتوں سے مشروط ہے۔

۱ ۔دعائیہ کلمات پر مشتمل ہو خواہ وہ کلمات قرآن وسنہ سے ماخوذ نہ ہوں۔

اس میں ہماری دلیل یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت شفار رضی اللہ عنہا کو جو دم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سکھانے کی ہدایت کی تھی وہ قبل اسلام بھی پڑھا کرتی تھیں۔ ورنہ قرآن کی آیات کی عالمہ تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت شفاء سے بڑھ کر تھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اگر سکھانے مقصود ہوتے تو وہ آپ ﷺ خود سکھاتے کیونکہ آپ ﷺ اپنے اہل وازواج کو تعلیم دیا کرتے تھے اور دم بھی سکھاتے تھے۔[64] ایک روایت میں معوذات کی تخصیص کے ساتھ دم کے حکم کا تذکرہ ہے۔ [65] عوف بن مالک کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں زمانہ جاہلیت کے دم والے کلمات کے ساتھ ہی دم کی اجازت دی۔[66] حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک روایت مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے دم سے منع فرمادیا، لیکن آل عمرو بن حزم نے آپ ﷺ کو اپنے دم کے کلمات سنائے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

ما أری باساً فمن استطاع منکم ان ینفع أخاہ فلیفعل [67]

لہذا جاہلیت کا یا غیر مسلموں سے سیکھا وہ دم جس کے معنی معلوم نہ ہوں وہ بھی جائز نہیں ۔

آیت قرآنیہ پر مشتمل ہو اگرچہ وہ دعائیہ کلمات نہ بھی ہوں۔

اس میں ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ البقرۃ کی فضیلتوں میں ایک یہ بھی بتائی کہ جہاں وہ پڑھی جائے شیطان بھاگ جاتا ہے۔[68] سورۃ بقرہ بھی بعض بیماریوں میں مجرب ہے اور پڑھی جاتی ہے۔ جب کہ سورۃ کی تمام آیات دعائیہ نہیں ہیں۔ اس طرح بعض دیگر آیات بھی جن کا مفہوم ہمارے علاج سے ملتا جلتا ہو اس باب میں مجرب ہیں۔ دراصل قرآن مجید کے معنوی اور عملی اثرات کے ساتھ ساتھ صوتی اثرات بھی ثابت شدہ ہیں۔ ایک جاپانی محقق ڈاکٹر نے اس سلسلہ میں اپنی تحقیقات پیش کی ہیں جس میں اس کا کہنا ہے کہ انھوں نے پانی کا ایک نمونہ Sample تجزیاتی مراحل سے گزرا اور اس کے خواص معلوم کئے پھر

اسی پانی کا ایک اور نمونہ لیا اور اس کے پاس "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" بلند آواز سے پڑھوائی۔ اور اسے تجزیاتی مراحل سے گزارا تو اس پانی میں ایک چمکدار بلور بن چکا تھا۔ پھر ایک اور نمونہ لیا اور اس کے پاس قرآن کی آیات پڑھوائیں گئیں اور اس پانی کا تجزیہ لیبارٹری میں کیا تو وہ بھی ایسے خواص اپنے اندر پیدا کر چکا تھا کہ جو انسانی صحت کے لئے بہت ضروری ہوتے ہیں۔

اللہ کے ناموں کے ذریعے بھی دم کرنا جائز ہے اگرچہ وہ سنت سے ثابت نہ بھی ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن أیما تدعوا فله الأسماء الحسنیٰ [69] لہٰذا اللہ کے کسی وصف کے ساتھ بھی اللہ کو پکارنا جائز ہے۔

وہ دم جو غیر اللہ کے ناموں کے ساتھ کیا جائے ان میں عرش، فرشتے، صالحین وغیرہ شامل ہیں لیکن یہ دم نہ واجب ہے، نہ مستحب ہے بلکہ مشروع ہی نہیں لیکن امام نوویؒ نے اس کی اباحت کا تذکرہ کیا ہے[70].

حوالہ جات:

1 ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید: الامام، السنن، [ریاض: دار السلام، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۴ء]، کتاب الطب، باب ما انزل اللہ، ح: ۳۴۳۸، ص: ۴۹۶

2 ابو داؤد السجستانی: سلیمان بن اشعث: الامام، السنن، [ریاض: دار السلام، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۴ء]، کتاب الطب، باب الرجل یتداوی، ح: ۳۸۵۵، ص: ۵۴۹؛

ترمذی: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: الامام، السنن، [ریاض: دار السلام، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۴ء] ابواب الطب، باب الدواء والحث علیہ، ح: ۲۰۳۸، ص: ۴۶۹؛

ابن ماجہ، کتاب الطب، باب ما النزل اللہ، ح: ۳۴۳۶، ص: ۴۹۵

3 ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی السعوط، ح: ۲۰۴۷، ص ۱۸۵۶

4 ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل: الامام، الجامع الصحیح، [ریاض: دار السلام، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء]، کتاب الطب، باب الحبۃ السوداء، ح: ۳۴۴۷، ص ۴۹۷

5 بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل: الامام، الجامع الصحیح، [ریاض: دار السلام، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء]، کتاب الطب، باب الحبۃ السوداء، (۷) ح: ۵۶۸۷، ص: ۴۸۷

6 ایضاً، باب السعوط من قسط الھندی والبحری (۱۰)، ح: ۵۶۹۲، ص ۴۸۷

7 ایضاً، باب دواء المبطون (۲۴)، ح: ۵۷۱۶، ص: ۴۸۹

8 ایضاً، باب الحمی من فیح جہنم (۲۸) ح: ۵۷۲۵، ص: ۴۸۹

9 بخاری، باب الحجم من الشقیقہ والسودآء (۱۵)، ح: ۵۷۰۲، ص: ۴۸۸،

10 ایضاً، باب لمن شفاء العین، ح: ۵۷۰۸، ص: ۱۰۰۹

11 حاکم: ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ، الامام، الحافظ، المستدرک علی الصحیحین، [بیروت، دار المعرفۃ]، ج: ۴

12 ابن ماجہ، کتاب الطب باب من اکتوی، ح: ۳۴۹۴، ص: ۵۰۴

13 مسلم الحجاج القشیری: الامام، الصحیح، [ریاض: دار السلام، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء]، کتاب السلام، باب لکل داء دواء......، ح: ۵۷۴۵، ص: ۹۷۸

14 صحیح بخاری، کتاب الطب، باب دواء المبطون، ح: ۵۷۱۶، ص ۴۸۹

15 ایضا، کتاب الصلوٰۃ، باب الخیمۃ فی المسجد، (۷۷) ح: ۴۶۳، ص ۸۰

16 ایضا، کتاب الجہاد، باب مداوۃ النساء...... (۶۷) ح: ۲۸۸۲، ص ۲۳۲

17 ایضاً

18 ایضاً، باب غزو النساء...... (۶۵) ح: ۲۸۸۰، ص ۲۳۱

19 ایضاً، باب حمل النساء القرب الی الناس. (۶۶) ح: ۲۸۸۱، ص ۲۳۱

20 ابن حجر عسقلانی: احمد بن علی، تہذیب التہذیب، [لاہور: دار نشر الکتب الاسلامیہ، طبع ثالث ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۵]، ج: ۶، ص: ۵۴۱

21 صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الحجم فی السفر والاحرام، ح: ۵۶۹۵، ۱۰۰۸

22 ایضا، کتاب الطب، باب السعوط، (۹) ح: ۵۶۹۱، ص ۴۸۷

23 ایضاً، باب التلبینہ للمریض، (۸) ح: ۵۶۸۹، ص ۱۰۰۷

24 ایضا، کتاب الطب، باب التلبینہ للمریض، (۸) ح: ۵۶۸۹، ص ۱۰۰۷

25 ایضا، ح: ۵۶۹۰

26 ایضاً، باب حرف الحصیر، (۲۷) ح: ۵۷۲۲، ص ۴۸۹؛ ترمذی، کتاب الطب، باب التداوی بالرماد، ح: ۲۰۸۵، ص ۴۷۹

27 ایضا، کتاب المرضیٰ، بابا فضل من یصرع من الریح، ح: ۲۶۵۲، ص: ۱۰۰۰

28 ایضاً، باب من اکتوی او کوی...... (۱۷)، ح: ۵۷۰۴، ص ۴۸۸،

29 ایضاً، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من نام۔۔۔(۱)، ح: ۲۱۰۲، ص ۳۲۲

30 ایضاً، کتاب التھجد (ابواب التطوع)، باب صلوٰۃ الضحیٰ فی السفر (۳۱) ح: ۱۱۷۶، ص ۱۸۸

31 نسائی ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب: الامام، السنن، [ریاض: دارالسلام، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء] ، کتاب الصیام، باب الرخصۃ فی الافکار......ح: ۲۳۱۶، ص ۳۲۰

32 القرآن الانبیاء، (۲۱): ۱۰۷

33 القرآن الاعراف، (۷): ۱۵۷

34 ابن حجر عسقلانی: احمد بن علی، فتح الباری، [ریاض: دارالسلام، طبع اول، ۱۹۹۷، ۱۴۱۸ھ]، ج: ۱۰، ص: ۱۶۷

35 عینی: بدرالدین حمود بن احمد: ملا علی القاری، عمدۃ القاری، [بیروت: داراحیاالتراث العربی، طبع اول، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳] ج: ۲۱، ص: ۲۳۰

36 فتح الباری، ج: ۱۰، ص: ۱۶۷؛ القسطلانی: شہاب الدین احمد بن محمد المصری، ارشاد الساری، [بیروت: دار لفکر، ۱۹۹۰]، ج: ۱۲، ص: ۴۱۰؛

عمدہ القاری، ج: ۲۱، ص: ۲۳۰

37 صحیح بخاری، باب من اکتوی او کوی........(۱۷)، ح: ۲۷۰۴، ص: ۴۸۸،

38 رواس قلعہ جی، فقہ عمر رضی اللہ عنہ، [ادارہ معارف اسلامی، لاہور] ص:

39 ابن القیم الجوزیہ، زادالمعاد، [الطبعۃ المصریۃ، طبع اول، ۱۹۸۰]، ح: ۴، ص: ۲۴

40 شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، [لاہور: مکتبۃ السلفیۃ، س ن]، ج: ۱، ص: ۱۲۸

41 القرآن، البقرۃ، (۲): ۱۸۴

42 القرآن، النساء، (۴): ۲۹

43 القرآن، البقرۃ، (۲): ۱۸۴

44 دیکھئے، فتح الباری، ج: ۱۰، ص: ۱۶۵

45 القرآن، النحل، (۱٦):٦۹

46 صحیح بخاری، کتاب الطب، باب اللدود،، ح:۵۷۱۳،، ص:۴۸۸،

47 ایضا، کتاب الطب، باب الحجم....، ح:۵۷۰۰،، ص:۴۸۸،

48 ایضاً، ح:۵۷۰۲،

49 ایضاً

50 ایضاً، باب اللدود، ح:۵۷۱۳، ص:۴۸۸،

51 ایضاً، باب شفاء فی ثلاث، (۳)، ح:۵٦۸۰-۵٦۸۱، ص:۴۸۵،

52 ابن ماجہ، کتاب الطب، باب من اکتوی، ح:۳۴۹۴، ص:۵۰۴

53 صحیح بخاری، کتاب الطب، باب ذات الجنب (۲٦)، ح:۵۷۱۹-۵۷۲۱، ص:۹۸۴،

54 فتح الباری، ج:۱۰، ص:۱۷۳؛ عمدۃ القاری، ج:۲۱، ص ۲۳۳؛ ارشاد الباری شرح صحیح بخاری، ج:۱۲، ص:۴۱۲

55 صحیح بخاری، کتاب الطب، باب النفث فی الرقی (۳۹)، ح:۵۷۴۹، ص:۴۹۱

56 ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی کراھےۃ التعلیق، ح:۲۰۷۲، ص ۴۷٦،

57 صحیح بخاری، کتاب الطب، باب السحر (۴۷)، ح:۵۷٦۳، ص ۴۹۲

58 صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الشرک والسحر من المولقات (۴۸)، ح:۵۷۵۴، ص ۴۹۲

59 تفصیل کے لئے دیکھئیے، صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الرقی بالقرآن، (۳۲) سے باب من لم یرق (۴۲)، ص:۴۹۱-۴۹۰

60 ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الرقی، ح:۳۸۸۷، ص:۵۵۲

61 صحیح بخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ العین ۳۵، ح:۵۷۳۹، ص ۴۹۰

62 ابن ماجہ، کتاب الطب: باب ماعوذ بہ النبی وماعوذ بہ، ح: ۳۵۲۳، ص: ۵۰۷

63 مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرضیٰ ح:۵۷۰۰، ص ۱۰٦٦

64 صحیح بخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ، (۳۸)، ح:۵۷۴۲، ص ۹۰

65 ایضاً، باب رقیۃ العین، (۳۵)، ح:۵۷۳۸، ص ۴۹۰

66 مسلم، کتاب السلام، باب رقیۃ المریض بالمعوذات والتفث، ح:۵۷۱۴-۵۷۱۵، ص ۹۷۳

67 ایضا، کتاب السلام، باب لاباس بالرقی.....ح:۵۷۳۲، ص:۱۰٦۸

68 ایضاً، باب استحباب الرقیۃ من العین والنملۃ.....ح:۵۷۲۷، ص:۹۷۵

69 ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ البقرہ، ح:۲۸۷۷، ص:۶۴۷

70 القرآن، الاسراء(۱۷):۱۱۰؛ فتح الباری، ج:۱۱، ص:۳۵۳